حکومت کابل کی ظالمانہ کارروائیوں پر
صبر و سکون سے کام لو

از

سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

حکومت کابل کی ظالمانہ کارروائیوں پر صبر و سکون سے کام لو

(فرمودہ فروری ۱۹۲۵ء)

دو احمدیوں کے کابل میں سنگسار کئے جانے کی خبر جب قادیان میں پہنچی تو احمدیوں نے ایک پروٹسٹ میٹنگ کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح بھی تشریف لائے اور میٹنگ کی کارروائی ختم ہونے پر مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

بعد از تشہّد فرمایا۔

یہ بات متواتر تجربات سے ثابت ہو چکی ہے کہ ظالم کے ظلم کا وبال آخر ظالم پر ہی پڑتا ہے۔ آج تک کوئی ایک نظیر بھی ایسی دنیا میں نہیں ملتی کہ کوئی ظالم ظلم کر کے پھر کامیاب ہو گیا ہو۔ ہمیشہ ظالموں نے اپنے ظلم سے صداقت اور راستی کو دنیا سے مٹانا چاہا مگر وہ اپنے مقصد میں کبھی بھی کامیاب نہیں ہوئے۔ اگر کوئی ایک آدھ مثال ایسی ہوتی کہ ظالم ظلم کر کے کامیاب نہ ہوا ہو یا دو تین چار پانچ چھ یا دس بھی ایسی مثالیں ہوتیں تو یہ شک ہو سکتا تھا کہ شاید اس گیارھویں دفعہ ظالم اپنے ظلم میں کامیاب ہو جائے گا اور یہ شبہ پیدا ہو سکتا تھا کہ شاید اب وہ اپنے ظلم سے اس صداقت اور راستی کو مٹا ڈالنے میں کامیاب ہو جائے لیکن ہزارہا سال گزر گئے اور ان میں ہزاروں ہی ایسی مثالیں موجود ہیں کہ ہمارے دل میں یہ شک اور شبہ پیدا نہیں ہو سکتا کہ شاید اب کوئی ظالم ظلم کر کے اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکے اور اس کے ظلم سے صداقت اور راستی دنیا سے مٹ جائے۔ لوگ کہتے ہیں کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر دنیا میں آئے گو ان سب کی تاریخ دنیا میں محفوظ نہیں مگر پھر بھی دنیا کے اس حصے میں جس کی تاریخ اب تک محفوظ ہے اس

محفوظ حصے میں ہی کوئی ایک مثال بھی ایسی نہیں ملتی کہ ظالم ظلم کر کے پھر خود منہ کے بل نہ گرا ہو- صداقت ہمیشہ بلند ہی رہی- اسی طرح اب بھی ظلم کا خمیازہ ظالم ہی کو اٹھانا پڑے گا اور صداقت ہمیشہ بڑھے گی- کسی کا اپنی طاقت اور قوت کے گھمنڈ میں کسی کو مار ڈالنا یا قتل کر دینا صداقت میں شک اور شبہات کا موجب نہیں بن سکتا اور نہ اس سے ہمارے دل میں یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ ہمارا کیا حال اور انجام ہو گا-

صداقت اپنے آپ اپنی جڑ پکڑتی ہے کسی انسان کی مدد کی وہ محتاج نہیں- جو اپنے پاؤں پر آپ کھڑا ہونے والا ہو اس کو اس امر کی ضرورت نہیں ہوتی کہ کوئی چھوٹی یا بڑی طاقت اس کی امداد میں کھڑی ہو- مجھے اس بات کا خیال نہیں اور نہ ہمارے دلوں میں اس قسم کا خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ جس کام اور جس صداقت کے قیام کے لئے خدا تعالیٰ نے ہمیں کھڑا کیا ہے یا وہ لوگ جو احمدی اور حضرت مسیح موعودؑ کی طرف منسوب ہیں وہ کامیاب نہیں ہوں گے اور صداقت دنیا میں پھیلنے سے رُک جائے گی- بلکہ مجھے یہ خیال آتا ہے کہ امیر کی یہ بالکل بچوں کی سی حرکات ہیں جس طرح بچہ اسکول جانے سے انکار کرتا ہے اور باپ اس کو پکڑ کر اسکول لے جاتا ہے- کہیں وہ کاٹتا ہے اور کہیں وہ لاتیں مارتا ہے کہیں کپڑے پھاڑتا ہے یہی حالت حکومت کابل کی ہے وہ لاتیں مارتی اور ہمیں کاٹتی ہے مگر وہ اخلاقی سکول جو اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود کے ذریعہ کھولا گیا اس میں اس کو ضرور داخل ہونا پڑے گا- ماں باپ بچے کو اس کی لاتیں چلانے اور کاٹنے کی وجہ سے اس کو اسکول لے جانے سے باز نہیں رہتے اسی طرح ان کو بھی اس اخلاقی اسکول میں داخل ہونے کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو گا- یا ان کی مثال اس جانور کی ہے کہ جو دولتیاں چلاتا اور بسا اوقات لوگوں کو زخمی بھی کر دیتا ہے- لیکن کونسا جانور ہے جس نے آخر کار کان نیچے نہ ڈال دیئے ہوں اور پھر ادھر سے ادھر یکے نہ کھینچتے پھرتے ہوں- یا گورنمنٹ افغان کی مثال اس نئے بیل کی ہے جو گردن پر جوآ رکھنے سے پہلو تہی کرتا اور دولتیاں چلاتا ہے- مگر آخر اس کو جوئے کے نیچے گردن رکھنی پڑتی ہے- پہلے بھی آخر جوتے ہی گئے اور یہ بھی آخر جوتے ہی جائیں گے اور خدا کا کام ان کو بھی کرنا ہی پڑے گا- مگر مجھے جو خیال آتا ہے وہ یہ آتا ہے کہ ان کی ان بدبختیوں اور وحشیانہ حرکات اور بے وقوفیوں کا نتیجہ ان کے حق میں کیسا ہو گا- مجھے جس وقت گورنمنٹ کابل کی اس ظالمانہ اور اخلاق سے بعید حرکت کی خبر ملی میں اسی وقت بیت الدعا میں گیا اور دعا کی کہ الٰہی تو ان پر رحم کر اور ان کو ہدایت دے اور ان کی آنکھیں کھول تا وہ صداقت اور راستی کو

شناخت کر کے اسلامی اخلاق کو سیکھیں اور انسانیت سے گری ہوئی حرکات سے وہ باز آجائیں۔ میرے دل میں بجائے جوش اور غضب کے بار بار اس امر کا خیال آتا تھا کہ ایسی حرکت ان کی حد درجہ کی بیوقوفی ہے۔

امیر اور اس کے ارد گرد بیٹھنے والے گذشتہ تاریخ تو جانتے ہوں گے اور تاریخی حالات اس میں انہوں نے پڑھے ہوں گے اور اگر اس سے بے خبر ہیں تو کم از کم مسلمان کہلانے کی حیثیت سے وہ قرآن تو پڑھتے ہوں گے اور ان حالات کو بھی پڑھتے ہوں گے کہ ظالموں نے اپنے ظلموں سے صادقوں اور راست بازوں کو ذلیل کرنا چاہا اور صداقت اور راستی کے مٹانے کے لئے سر سے پاؤں تک زور مارا مگر آخر کار مٹائے جانے والے وہی ہوئے جو کہ ظالم تھے۔ انہوں نے اس قرآن میں پڑھا ہو گا کہ ظالموں نے راست بازوں کی جماعتوں کو حقیر اور کمزور سمجھا اور اپنی قوت اور طاقت کے گھمنڈ میں ان کو ہر طرح کا دکھ دینے کی کوشش کی لیکن خدا نے ان کو یہی جواب دیا کہ تم کیا طاقت رکھتے ہو۔ تم سے پہلے تم سے زیادہ طاقتیں رکھنے والی قومیں گذری ہیں جنہوں نے خدا کے راست بازوں کو نابود کرنا چاہا اور جو صداقت وہ لائے اس کو دنیا سے مٹانا چاہا تمہاری طاقت ان کی طاقت کے دسویں حصے کے برابر بھی نہیں مگر باوجود اس کے وہ راست بازوں کا وجود دنیا سے مٹا نہ سکے اور صداقت دنیا میں پھیل کر رہی۔

پس کوئی حکومت اپنی طاقت کے متعلق بے خوف نہیں ہو سکتی کیونکہ حکومتیں ترقی بھی کرتی ہیں اور گرتی بھی ہیں اور نہ کوئی بادشاہ تغیرات زمانہ سے مطمئن ہو سکتا ہے۔ گورنمنٹ افغان کا یہ فعل محض ہماری شرافت کی وجہ سے ہے کیونکہ ہم مذہب کی حکومت کی وجہ سے ان کے مقابلہ میں اخلاق کو ان کی طرح وحشیانہ رنگ میں استعمال نہیں کرتے ورنہ جس طرح وہ ظلم کر رہے ہیں کیا ہماری جماعت ظالم کے ظلم سے اپنے آپ کو نہیں بچا سکتی۔ بیشک وہ ہم سے زیادہ ہیں اور ہم ان کے مقابلہ میں کمزور ہیں مگر باطنیوں کی بھی کوئی بڑی جماعت نہیں تھی جب اخلاق کو مذہب کی قید سے انہوں نے آزاد کر دیا تو بڑی بڑی حکومتیں اور بادشاہ بھی ان سے کانپتے تھے۔ جس کو وہ اپنے مخالف پاتے تھے اس کو مخفی قتل کر دیتے تھے۔ مذہب کی جو حکومت اخلاق پر ہوتی ہے نہ کوئی بادشاہ کر سکتا ہے نہ کوئی گورنمنٹ۔ جب انسان مذہب اور اخلاق سے دور جا پڑتا ہے تو نہ کسی بادشاہ کا اس کو ڈر رہتا ہے اور نہ کسی حکومت کا اس کے دل میں کوئی خوف ہوتا ہے۔ کم سے کم ان حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے امیر صاحب اس قسم کے مظالم ہماری جماعت پر کرتا ہے تو اس کو

یہ خیال نہ آتا ہوگا کہ اگر یہ لوگ بھی مذہب کی اخلاقی قید سے آزادی اختیار کریں تو وہ اس کے مظالم کو روک سکتے ہیں لیکن وہ تو اخلاق سے کام نہیں لیتا لیکن ان کے اخلاق مذہب کی حکومت کے نیچے دبے ہوئے ہیں اور یہ کوئی خلاف انسانیت کام نہیں کرتے۔

میں ان کی اس حرکت پر جو انہوں نے ہمارے دو اور بھائیوں کو سنگسار کر دینے کی ہے اپنے دل میں کوئی غیظ اور غضب نہیں پاتا بلکہ مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں خدا کے قول اور اخلاق کے خلاف ہم سے اور ہماری نسلوں سے ایسی حرکت سرزد نہ ہو۔

مجھے اس بات کا اتنا رنج نہیں کہ گورنمنٹ کابل نے ہمارے بھائیوں کو شہید کر دیا ہے اور نہ اس کی اتنی فکر ہے جو بات کہ مجھ پر اثر کرتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ زمانہ نہیں رہے گا امیر بھی مٹ جائے گا اور اس کے معاون اور مددگار بھی نہیں رہیں گے لیکن جس عقیدہ کی بناء پر انہوں نے یہ ظلم کئے وہ عقیدہ دنیا میں رہے گا اور اس عقیدہ والے بھی دنیا میں رہیں گے کیونکہ غیر احمدیوں کی بھی یہودیوں کی طرح قلیل تعداد دنیا میں قائم رہے گی اس وقت کا خیال کر کے مجھے ان پر اور ان کی نسلوں پر رحم آتا ہے جو امیر اور اس کے ساتھیوں کی اس عقیدہ میں وارث ہوں گی کیونکہ یہ تو دنیا سے مٹ جائیں گے لیکن ان کا یہ فعل دنیا میں محفوظ رہے گا اور اس کا جو وبال ان کو بھگتنا پڑے گا وہ سخت خطرناک ہوگا۔ حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ بدسلوکی کرنے والے یہودی تو دنیا سے مٹ گئے لیکن ان کا وہ فعل دنیا میں محفوظ ہے آج جہاں کہیں بھی یہودی پائے جاتے ہیں عیسائی جو کچھ ان کے ساتھ سلوک کرتے ہیں اور جس ذلّت کی زندگی یہودی بسر کر رہے ہیں دنیا دیکھ رہی ہے۔ مجھے اس بات کا خیال نہیں آتا کہ گورنمنٹ افغان نے ہمارے آدمیوں کو سنگسار کر دیا ہے مجھے ڈر ہے تو اس بات کا ہے کہ ہماری نسلیں جب تاریخ میں ان کے ان مظالم کو پڑھیں گی اس وقت ان کا جوش اور ان کا غضب عیسائیوں کی طرح ان کو کہیں اخلاق سے نہ پھیر دے کیونکہ جس وقت ان کو طاقت اور حکومت حاصل ہوگی ایک طرف وہ ان کی ظالمانہ اور وحشیانہ حرکات کو پڑھیں گے اور دوسری طرف یہ دیکھیں گے کہ وہ لوگ جنہوں نے ان کے بزرگوں پر ایسے ایسے ظلم اور ستم روا رکھے محض اس گھمنڈ میں کہ ہماری طاقت زبردست ہے اور یہ کمزور ہیں ہم حاکم ہیں اور یہ محکوم ہیں اس لئے ہم جو چاہیں ان کے ساتھ سلوک کریں کہیں وہ بھی یہ نہ کہہ دیں کہ چلو آج ہم بھی ان پر حاکم ہیں اور یہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے ہم بھی جو چاہیں ان کے ساتھ سلوک کریں اس لئے ان تجربات اور واقعات کی بناء پر اس تقریر کے ذریعہ میں آئندہ آنے والی

نسلوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ طاقت اور قوت کے زمانہ میں اخلاق کو ہاتھ سے نہ جانے دیں کیونکہ اخلاق اصل وہی ہیں جو قوت اور طاقت کے وقت ظاہر ہوں' ضعیفی اور ناتوانی کی حالت میں اخلاق اتنی قدر نہیں رکھتے جتنی کہ وہ اخلاق قدر رکھتے ہیں جبکہ انسان برسر حکومت ہو اس لئے میں آنے والی نسلوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ جب خدا تعالیٰ ان کو ہماری ان حقیر خدمات کے بدلے میں حکومت اور بادشاہت عطا کرے گا تو وہ ان ظالموں کے ظلموں کی طرف توجہ نہ کریں جس طرح ہم اب برداشت کر رہے ہیں وہ بھی برداشت سے کام لیں اور وہ اخلاق دکھانے میں ہم سے پیچھے نہ رہیں بلکہ ہم سے بھی آگے بڑھیں۔

(الفضل ۱۹- فروری ۱۹۲۵ء)